روزنامہ

الفضل

ٹیلیفون نمبر 047-6213029 FR-10

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 25 جولائی 2011ء 22 شعبان 1432 ہجری 25 وفا 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 170

مسجد کی زینت

اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباس تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔ اور کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(سورۃ الاعراف آیت 32)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

صلی جلنے کو کہتے ہیں۔ جیسے کباب بھونا جاتا ہے، اسی طرح نماز میں سوزش لازمی ہے۔ جب تک دل بریان نہ ہو نماز میں لذت اور سرور پیدا نہیں ہوتا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ نماز ہی اپنے سچے معنوں میں اسی وقت ہوتی ہے۔ نماز میں شرط ہے کہ وہ بجمیع شرائط ادا ہو۔ جب تک وہ ادا نہ ہو وہ نماز نہیں ہے اور نہ وہ کیفیت جو صلوٰۃ میں میل نماز کی ہے حاصل ہوتی ہے۔

یاد رکھو صلوٰۃ میں حالؔ اور قالؔ دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔ بعض وقت اعلام تصویری ہوتا ہے۔ ایسی تصویر دکھائی جاتی ہے، جس سے دیکھنے والے کو پتہ ملتا ہے کہ اس کا منشاء یہ ہے۔ ایسا ہی صلوٰۃ میں منشائے الٰہی کی تصویر ہے۔ نماز میں جیسے زبان سے کچھ پڑھا جاتا ہے ویسے ہی اعضاء وجوارح کی حرکات سے کچھ دکھایا بھی جاتا ہے۔ جب انسان کھڑا ہوتا ہے اور تحمید وتسبیح کرتا ہے، اس کا نام قیام رکھا گیا ہے۔ اب ہر ایک شخص جانتا ہے کہ حمد وثناء کے مناسب حال قیام ہی ہے۔ بادشاہوں کے سامنے جب قصائد سنائے جاتے ہیں، تو آخر کھڑے ہو کر ہی پیش کرتے ہیں۔ تو ادھر ظاہری طور پر قیام رکھا گیا ہے اور اُدھر زبان سے حمد وثنا بھی رکھی ہے۔ مطلب اس کا یہی ہے کہ روحانی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو۔ حمد ایک بات پر قائم ہو کر کی جاتی ہے۔ جو شخص مصدق ہو کر کسی کی تعریف کرتا ہے، تو ایک رائے پر قائم ہو جاتا ہے۔ اس الحمدللہ کہنے والے کے واسطے یہ ضروری ہوا کہ وہ سچے طور پر الحمدللہ اسی وقت کہہ سکتا ہے کہ پورے طور پر اس کو یقین ہو جائے کہ جمیع اقسام محامد کے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ جب یہ بات دل میں انشراح کے ساتھ پیدا ہو گئی، تو یہ روحانی قیام ہے۔ کیونکہ دل اس پر قائم ہو جاتا ہے اور پھر سمجھا جاتا ہے کہ وہ کھڑا ہے۔ حال کے موافق کھڑا ہو گیا، تا کہ روحانی قیام نصیب ہو۔ ....

.... اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں۔ ایک تصویر اس کے آگے پیش کی گئی ہر ایک قسم کا قیام بھی کیا گیا ہے۔ زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے۔ اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہو گئی۔

تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہ ہو، تو نماز نہیں ہوتی۔ وہ کیا ہے؟ وہ قلب ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر نظر کر کے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے اور روح بھی کھڑا ہو احمد کرتا ہے جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے۔ نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے۔ پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے۔ اس کی علوِ شان کو ملاحظہ میں لا کر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گری ہوئی ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہ ہو لے۔ اس وقت تک مطمئن نہ ہو۔

(ملفوظات جلد اول ص 287)

نمایاں کامیابی

مکرم داؤد احمد منصور صاحب مربی سلسلہ اسلام آباد تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خاکسار کی بیٹی ناعمہ داؤد نے فیڈرل بورڈ کے میٹرک کے امتحان میں 1021/1050 نمبر لے کر سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ قومی اخبارات نے اس خبر کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ اسی طرح پی۔ ٹی۔ وی۔ گلوبل پر عزیزہ کا Live انٹرویو بھی دکھایا گیا۔ عزیزہ مکرم میر محمد الدین صاحب مرحوم کی پوتی اور مکرم پروفیسر میر ایوب اقبال صاحب وائس پرنسپل ٹی۔ آئی کالج ربوہ کی بھتیجی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے اور آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

ضرورت سٹاف

نصرت جہاں اکیڈمی بوائز سکول نصر بلاک دارالنصر غربی اقبال ربوہ میں درج ذیل سٹاف کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مورخہ 7/اگست 2011ء تک بنام چیئرمین صاحب ناصر فاؤنڈیشن تحریر کر کے خاکسار کو بھجوا دیں۔ درخواست صدر جماعت/امیر جماعت کی تصدیق شدہ ہو۔

ٹیچر برائے اردو۔ بی اے/ ایم اے اردو
ٹیچر برائے انگلش۔ بی اے/ ایم اے انگلش
ٹیچر برائے کمپیوٹر سائنس۔ بی ایس/ ایم سی ایس

نوٹ: بی ایڈ/ ایم ایڈ اضافی قابلیت شمار ہوگی۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

مشعل راہ

نفاق سے نجات بذریعہ دعا ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ 27 فروری 2004ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں جب گفتگو کرتا ہے تو کذب بیانی سے کام لیتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔**

(بخاری کتاب الشھادات باب من امر بانجاز الوعد وفعله الحسن)

اب اگر کسی کو یہ پتہ چلے کہ فلاں نے مجھے منافق کہا تو فوراً مرنے مارنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، یہ تصور ہے لیکن اگر وہی بدعہد ہے اور اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے تو اس کو کبھی احساس ہی نہیں ہوتا پرواہ ہی نہیں ہو رہی ہوتی۔ ایک عام آدمی کے منافق کہنے پر تو بہت زیادہ غصے میں آجاتے ہیں لیکن اللہ کے رسولؐ نے ایسے لوگوں کو منافق کہا ہے تو پھر ایسے لوگوں کو بہرحال دل میں خوف ہونا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا، زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دورنگی ہے اگرچہ وہ اس کے اختیار میں نہ ہو۔ صحابہ کرام کو دیکھو (اب یہ بہت باریک تشریح حضرت مسیح موعود فرما رہے ہیں) کہ صحابہ کرام کو اس دورنگی کا بہت خطرہ رہتا تھا، ایک دفعہ حضرت ابوہریرہؓ رو رہے تھے تو حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو کہا کہ اس لئے روتا ہوں کہ مجھ میں نفاق کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہوں تو اس وقت دل نرم اور اس کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر جب ان سے جدا ہوتا ہوں تو وہ حالت نہیں رہتی۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ حالت تو میری بھی ہے پھر دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم منافق نہیں ہو، انسان کے دل میں قبض اور بسط ہوتی رہتی ہے یعنی تنگی بھی آتی ہے مختلف حالتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں۔

تو اب دیکھو صحابہ کرام اس نفاق اور دورنگی سے کس طرح ڈرتے تھے جب انسان جرأت اور دلیری سے زبان کھولتا ہے تو وہ بھی منافق ہوتا ہے۔ دین کی ہتک ہوتی سنے اور وہاں کی مجلس نہ چھوڑے یا ان کو جواب نہ دے تب بھی منافق ہوتا ہے۔ اگر مومن میں غیرت اور استقامت نہ ہو تب بھی منافق ہوتا ہے، جب تک انسان ہر حال میں خدا کو یاد نہ کرے تب تک نفاق سے خالی نہ ہوگا اور یہ حالت تم کو بذریعہ دعا حاصل ہوگی، ہمیشہ دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اس سے بچاوے جو انسان داخل سلسلہ ہو کر پھر بھی دورنگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس سلسلے سے دور رہتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے منافقوں کی جگہ **اسفل السافلین** رکھی ہے کیونکہ ان میں دورنگی ہوتی ہے اور کافروں میں یک رنگی ہوتی ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 554)

یعنی کافر کم از کم کھل کر دشمن ہوتے ہیں منافقت نہیں کر رہے ہوتے۔

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کوئی آدمی اپنے بھائی کے ساتھ وعدہ کرے اور اس کی نیت اسے پورا کرنے کی ہو مگر کسی وجہ سے وہ اس کو پورا نہ کرسکے اور وقت پر نہ آئے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(سنن ابو داؤد۔ سنن ترمذی)

(روزنامہ الفضل 11 مئی 2004ء)

وہی زندہ ہیں

جو اللہ کے رستے میں دیتے ہیں جاں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں
کہتا ہے خود یہی مالکِ دو جہاں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

ان کو دنیا کی دولت نہیں چاہئے، ان کو دنیا کی شہرت نہیں چاہئے
ہے عمل جن کا بھی ایک جنت نشاں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

جو کہ ہر لمحہ کرتے ہیں ذکرِ خدا، جن کے ہونٹوں پہ رہتا ہے حرفِ دُعا
رب کی خاطر جو کھاتے ہیں تیغ وسناں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

ہاں کہاں تک بھلا ظُلم ڈھاؤ گے تم، کتنا اور ہم کو جگ میں ستاؤ گے تم؟
عشق میں جو نہ دیکھیں گے سُود وزیاں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

راہِ حق میں دیا جس نے بھی اپنا خُوں، ہاں اسے کس طرح پھر میں مردہ کہوں؟
جو رقم کر گئے عشق کی داستاں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

سُوئے منزل قدم یہ رُکیں گے نہیں، چاہے سر ہوں قلم ہم جھکیں گے نہیں
سُن لے سُن لے اسے اب صفِ دُشمناں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

جن کے سینے منور تھے قرآن سے، جن کے چہرے معطر تھے ایمان سے
ظُلم ان پہ ہوا الحفیظ الاماں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

اجر اعلیٰ خدایا انہیں دیجئو ان سے حسنِ عمل بھی بہت کیجئو
وہ جو تارے بنے ہیں یہاں کہکشاں، ہاں وہی زندہ ہیں، ہاں وہی زندہ ہیں

اعظم نوید

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم طارق حیات صاحب

جنگ ٹرانسوال اور جلسہ دعا

(قسط دوم آخر)

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس دور میں ہندوستان کے مسلمان عمومی طور پر انگریز حکومت کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے۔ابھی مسلم لیگ کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا لیکن مسلمانوں کی علیحدہ تنظیم بنانے کے بارے میں غور کیا جا رہا تھا۔اس پس منظر میں اس وقت مسلمانوں کے ایک لیڈر نواب وقار الملک، مشتاق حسین صاحب نے جریدے Pioneer میں مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کی رائے کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا۔یہ حوالہ 1903ء یعنی اس جنگ کے ایک سال کے بعد کا ہے۔

We start with the firm conviction and seek to implant it in the mind of every Indian Mussalman, that our national destiny is now bound up with the presence and permanence of British rule in this country, and that in the Government of the day we have got our best and surest friend.

(The Indian Muslims Vol 1, by Shan Muhammad, published by Menakashi Pararkashan p40)

ٹرانسوال کی تاریخ

اب ہم مضمون کے دوسرے حصے کی طرف توجہ کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ سولہویں صدی عیسوی کے بعد جب یورپ کے متعدد ممالک نے ہسپانیہ کے راستے مسلمانوں کے علوم وفنون کا ایک ذخیرہ وصول کرلیا تو انہیں شوق چرایا کہ دیگر دنیاؤں کی تلاش کے لئے نکلا جائے اور تجارت کے پھیلاؤ کے نام پر سمندری مہمات کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔تجارتی کمپنیاں، ساحلی علاقوں میں اسباب کو ذخیرہ کرنے کے لئے پختہ گودام کوٹھیاں، راہداریاں اور نقل وحمل کے پروانوں کے حصول کے لئے ایک جدوجہد شروع ہوگئی اور یوں وسائل سے مالامال مگر پس ماندہ مناطق میں تجارت کو ڈھال بنا کر وسائل پر قبضہ کرنے سے آغاز کر کے بالآخر استعماریت کی راہ اپنائی گئی۔

انہی موضوعات پر مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں انگلستان کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے علاوہ ولندیزیوں، پرتگیزیوں، ہسپانیوں وغیرہ کی تجارتی مہمات کا ذکر پڑھنے کو ملتا ہے۔ ان مہم جوؤں میں سے ولندیزی وہ تھے جنہوں نے نیدر لینڈ (ہالینڈ) کو صدر مقام بنا کر سترھویں سے بیسویں صدی تک اپنے پھیلاؤ کو قائم رکھا، ان کی توجہ کا ارتکاز انڈونیشیا اور جنوبی افریقہ میں رہا، یا باالفاظ دگر ولندیزیوں کو ہسپانیوں، انگریزوں اور دیگر قابضین کے مقابل پر صرف یہ علاقے ملے۔

اب اگر ہم زیر نظر مضمون کا عنوان بننے والے بوئروں (Boers) کے بارہ میں تلاش کریں تو پتہ چلتا ہے کہ جنوبی افریقہ میں 1652ء میں جو ولندیزی کاشت کار اور آبادکار آ بسے تھے ان کی اولاد بوئر کہلائی اور ان کی تعداد بڑھتے بڑھتے دس لاکھ سے زائد ہوگئی۔ویسے لفظ بوئر (Boer) کا ڈچ زبان میں مطلب ہی ''کاشت کار'' ہے۔پھر ہوا یوں کہ 1806ء میں برطانیہ نے موجودہ جنوبی افریقہ کے علاقے پر اپنا قبضہ قائم کرلیا۔تو یہ لوگ 1835ء سے 1840ء کے دوران برطانوی عملداری سے نکل کر چھکڑوں پر بیٹھ کر اردگرد کے علاقوں کرنٹال اورنج فری سٹیٹ اور ٹرانسوال چلے گئے اور اپنی خودمختار حکومت قائم کرلی۔مگر یہ نقل مکانی یا رضا کارانہ ہجرت دونوں طاقتوں میں اچھے تعلقات کی ضامن نہ بن سکی اور آپس کی جنگی جھڑپوں کا ایک سلسلہ جاری ہوگیا۔

تفصیل اس اجمال کی کچھ یوں ہے کہ جب 1848ء میں سر ہیری سمتھ نے اس تمام علاقے کی امن وسلامتی کو قائم رکھنے کے لئے صوبہ کے صدر مقام بلوم فاؤنٹین میں بوئروں کو مقامی حقوق اور ملکہ برطانیہ کی حکومت کا اعلان کیا تو یہ بات بوئروں کو ناپسند ہوئی اور وہ پھر بغاوت پر اترے اور جنگ بائیم پلاٹس پر بات جا کر تھمی، جنگ میں شکست کھا کر بوئروں نے نقل مکانی کا سوچا اور اورنج فری سٹیٹ کی شمالی حد فاصل کو عبور کر کے دریائے وال سے پرے چلے گئے اور یوں ان کا نیا علاقہ ''ٹرانسوال'' کہلایا۔

جنگ ٹرانسوال

''جنگ Transvaal (یعنی جنوبی افریقہ میں دریائے وال (Vaal River) سے ورلا علاقہ)

بوئروں اور سلطنت برطانیہ کے درمیان سب سے مشہور اور فیصلہ کن جنگ 1890ء سے شروع ہوئی اور 1902ء میں جا کر معاہدہ پریٹوریا پر ختم ہوئی۔ جس کی رو سے ''متحدہ جنوبی افریقہ'' سلطنت برطانیہ کی ایک کالونی ٹھہری اور بوئروں کو ایک حد تک حکومت کے داخلی حقوق مل گئے۔اس جنگ کے ابتداء میں برطانوی سپاہ کو شدید نقصانات اور ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔مگر جب برطانوی افواج کے سپہ سالار مسٹر رابرٹس اور چیف آف سٹاف لارڈ کچر مقرر ہوئے تو جنگ کا نقشہ بدل گیا اور بالآخر بوئروں کو ہتھیار پھینکنے پڑے۔

اس جنگ میں برطانیہ کی شمولیت کی گہرائی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انگریزوں کے ہر طبقہ کے نوجوان سپاہی بن کر محاذ پر جانے لگے۔ان میں سے ایک مسٹر ونسٹن لیونارڈ سپنسر چرچل تھے نے خاصی شہرت پائی، ان کی ساحرانہ اور غیر معمولی شخصیت کا مختصر الفاظ میں واضح ترین نقشہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے الفاظ میں اس طرح پر ہے۔

''مسلمہ طور وہ (ونسٹن سپنسر چرچل) برطانوی سیاست کے آسمان کے ایک درخشندہ ستارے تھے۔ایک ڈیوک کے پوتے، ایک وزیر خزانہ کے بیٹے، پہلی عالمی جنگ میں برطانیہ کے بحری محکمہ کے وزیر، ایک صاحبِ تجربہ سیاسی قائد، ایک بارعب رکن پارلیمنٹ، ایک بلند پایہ ادیب، ایک نامور نقاد اور مورخ، غرض ہر لحاظ سے وہ ایک قابل احترام شخصیت تھے''۔

(تحدیث نعمت، صفحہ:336)

ان کی بابت تحدیث نعمت میں مزید لکھا ہے کہ ''جنوبی افریقہ میں بوئروں کی جنگ کے دوران مسٹر چرچل کو جو انگریزوں کی فوج میں تھے بورز نے گرفتار کر لیا تھا وہ لیڈی سمتھ میں جنگی قیدی کی حیثیت سے مقید تھے۔ وہاں سے کسی طرح بھاگ نکلے اور اپنی فوج میں آ ملے''۔

(تحدیث نعمت صفحہ:430)

اس جنگی مہم سے واپسی پر مسٹر ونسٹن چرچل نے ''London to Ladysmith'' اور اس کا دوسرا حصہ بنام ''Ian Hamilton's March'' لکھ کر جنوبی افریقہ میں بوئروں کے ساتھ جنگ کی یادداشتیں شائع کروائیں۔

اس جنگ کا ہلکا سا ذکر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی ''تحدیث نعمت'' میں 1939 میں لندن میں ہونے والی ''ڈومنین منسٹرز کانفرنس'' کے نمائندگان کے تعارف میں ملتا ہے۔لکھا کہ:

''جنوبی افریقہ کے نمائندے کرنل ریٹس (Deneys Reitz) تھے جو جلد بعد جنوبی افریقہ کے ہائی کمشنر ہو کر لندن آئے۔ وہ Boer War میں برطانیہ کے خلاف لڑتے رہے تھے۔لڑائی ختم ہونے پر دل شکستہ ہو کر مڈغاسکر چلے گئے تھے اور وہیں بس جانے کی ٹھان لی تھی۔لیکن جنرل سمٹس نے سمجھانے پر واپس آ گئے۔Boer War کے حالات اور جنگ کے دوران اپنے کارناموں پر مشتمل انہوں نے ایک کتاب بنام کمانڈو (Commando) شائع کی تھی جو بہت مقبول ہوئی پھر اس کے بعد کے حالات پر ایک اور کتاب ''outspan'' شائع کی۔ دونوں کی ایک ایک جلد مجھے تحفہ دیں..................''

حضرت چوہدری صاحب نے جن دو کتب کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے کرنل ریٹس (Deneys Reitz)، ولادت: 1882ء اور وفات: 1944ء کی مقدم الذکر کتاب (Commando: A Boer Journal of Boer War) ان کے سابقہ افسر اور دوست جنرل سمٹس (Jan Smuts) کے اگست 1929ء میں تحریر کردہ پیش لفظ کے ساتھ لندن سے 1930ء میں شائع ہوئی۔انہی فیلڈ مارشل سمٹس نے ہی کرنل ریٹس کو دوسری بوئر جنگ کے بعد مڈغاسکر سے اپنی خود ساختہ جلاوطنی ختم کرنے اور سلطنت برطانیہ کے ساتھ اپنی تمام تلخیاں بھلا کر مادرِ وطن کی خدمت کے لئے آمادہ کیا اور بعد میں بھی ان کی مسلسل رہنمائی فرماتے رہے۔

اس نہایت خوبصورت مگر گمنام خطہ ارضی میں پیدا ہونے والے شدید اختلافات اور بالآخر خونریز جنگ وجدال تک نوبت پہنچنے کی وجوہات کی تلاش میں یہاں 1844ء میں سونے اور پھر 1866ء میں ہیروں کی دریافت کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

بوئروں کی قومی زندگی

بوئروں کی شدت پسندی اور طبیعت کی سختی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ Second Boer War کے اختتام کے بعد 1914ء میں جب جنگ عظیم اول شروع ہوئی تو Maritz Rebilion سامنے آئی۔اس بغاوت کے سرکردہ لوگوں کا نظریہ تھا کہ ہم جنگ عظیم میں اس برطانیہ کے ساتھ شانہ بشانہ جرمنوں کے خلاف کس طرح لڑ سکتے ہیں جس برطانیہ کیساتھ محض بارہ سال قبل ہم نے ایک خون ریز جنگ سے گزر چکے ہیں۔ بالآخر یہ بغاوت بھی کچلی گئی اور اس کو کامیابی سے ختم کروانے والوں میں مقدم الذکر جنرل سمٹس (Jan Smuts) کا کافی حصہ مانا جاتا ہے۔قصہ مختصر جنگ عظیم اول میں بوئروں نے سلطنت برطانیہ کا ہی ساتھ دیا۔

نیز کئی دیگر حوالہ جات سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ جنگ عظیم اول میں سلطنت برطانیہ کے جھنڈے تلے لڑنے والوں میں ان سپاہیوں اور افسران کو زیادہ فوقیت اور توجہ حاصل تھی جو ماقبل بوئروں سے لڑ چکے تھے اور ایسے سپاہی فخر کے ساتھ اپنا تعارف کرواتے اور زندہ سلامت محاذ جنگ سے اپنی واپسی کو خوش قسمتی سے تعبیر کرتے تھے۔

بوئروں کی قومی زندگی کی خصوصیات میں سخت موسمی حالات میں رہنے سے لے کر طاقتور مخالف حکومتوں سے ٹکرانے جیسے امور ہی ملتے ہیں، نیز بوئر بزرگ اپنی نئی نسل کو یہ شدت پسندی سکھانا اپنا فرض خیال کرتے تھے۔

پروفیسر Wallace G. کی کتاب ''White Settlers in South Africa to 1870.'' میں بوئروں کے تعلق میں لکھا ہے کہ:

ترجمہ: ''قبائلی بوئروں کی وجہ شہرت ان کی

حریت پسندی، خطروں سے کھیلنا، سخت گیری اور خود انحصاری وغیرہ مانی جاتی تھی......تقریباً تمام مرد شکار اور حفاظت کے لئے بندوق کا استعمال جانتے تھے‘‘۔

بوئروں کی عادات کے تذکرہ میں کئی باتیں ایسی ملتی ہیں جو خاصی عجیب معلوم ہوتی ہیں نیز یہ امر بھی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ Boers کے علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف بہت سخت تعصب پایا جاتا تھا۔ جیسا کے آگے ذکر آرہا ہے کہ ان بوئروں کو برٹش امپائر میں رہتے ہوئے کچھ مقامی اختیارات حاصل تھے بوئروں نے ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ایک زمانہ میں اپنے علاقوں میں مسلمانوں کا داخلہ بند کر دیا تھا، خواہ ان کا تعلق کسی بھی قومیت سے ہو اور 25 فروری 1910ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے Imperial Legislative Council میں تقریر کرتے ہوئے اس پر احتجاج بھی کیا تھا۔اس کا حوالہ ذیل میں درج ہے:۔

(The Works of Quaid e Azam Muhammad Ali Jinnah Vol1, Published by National Institute of Pakistan Studies Quaide Azam University 1996 p266)

بوئروں کے رہن سہن اور ان کے علاقوں کی حالت اور وسعت کا کچھ اندازہ ذیل کے حوالہ سے ہوجاتا ہے، سید علی بلگرامی صاحب اپنی کتاب ’’جنگ ٹرانسوال‘‘ کے دوسرے باب کے آغاز میں بوئروں کی ہجرت کے بعد آباد ہونے والے نئے علاقے کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

’’آخر کار بوئر ایک ایسے ملک میں پہنچ گئے جہاں ان کو امید تھی کہ کوئی ان سے مزاحم نہ ہوگا۔یہ ملک ایک سطح بلند پر واقع ہے۔جس کی آب وہوا نہایت ہی خوشگوار ہے۔اس کی زمین متعدد دریاؤں سے سیراب اور شاداب ہے اور اطراف میں جو سبزہ زار ہے اس میں بکثرت چارہ موجود ہے۔ بوئر شہروں اور قریوں میں رہنا پسند نہیں کرتے بلکہ ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ اپنی اور اپنے عیال کے لئے جتنی لمبی چوڑی زمین مل سکے وہ لے لیں۔صرف اس کے ایک جزو قلیل میں وہ زراعت کرتے ہیں اور باقی میں بھیڑ بکریوں کو چراتے اور شکار کھیلتے ہیں۔ جو ان کا مرغوب شغل ہے۔ان کو ہمسایوں کے ساتھ رسم واتحاد رکھنے کی مطلق خواہش نہیں۔صرف اپنے اہل وعیال کے ساتھ سروکار رکھتے ہیں اور سب سے بڑی بات ان میں یہ ہے کہ جائے فراخ و وسیع کے خواہش مند ہیں۔ اسی کا ہی نتیجہ ہے کہ ٹرانسوال میں زیادہ تر مکانات ایک دوسرے سے بیس بیس اور اکثر پچاس میل پر واقع ہوئے ہیں۔ بوئروں کا یہ خیال تھا کہ جب تک ان کے پاس اقل درجہ چھ ہزار ایکڑ اراضی نہ ہو اس وقت تک ان کی بودوباش اور کاشت کو کافی نہ ہوگی۔

ٹرانسوال کا رقبہ گریٹ برٹن سے کچھ زائد یعنی تخمیناً سات کروڑ پچاس لاکھ ایکڑ ہے مگر جس وقت چھ چھ ہزار ایکڑ کی کاشتیں قرار دی جائیں تو سات کروڑ پچاس لاکھ ایکڑ کیا چیز ہے۔پس بحساب مذکور ملک میں صرف بارہ ہزار پانچ سو خاندان آباد ہوسکتے ہیں۔ پچاس سال قبل کوئی مقام ٹرانسوال کے نام سے مشہور نہ تھا۔ بلکہ بوئروں میں سے جو لوگ اس جگہ کے بانی بنے تھے انہوں نے اس کا ایک چھوٹا سا قطعہ وہاں کے لوگوں سے جبراً چھین لیا تھا۔ کچھ باشندوں کو تو قتل کر ڈالا اور جو باقی رہ گئے ان کو ایک دوسری سرزمین میں نکال پھینکا ....اس طریقہ سے جو اراضی حاصل کی گئی اس کو وہ ایک سونے کی کان سمجھے پھر اور لوگ جنوب سے آگئے انھوں نے بھی ملک کے لوگوں کو کبھی جبراً اور کبھی حکمت عملی سے بے دخل کیا جس سے ٹرانسوال کی آبادی میں روزافزوں ترقی ہوتی گئی...........‘‘۔

(جنگ ٹرانسوال از سید علی بلگرامی صاحب وصاحب بہادر جے ڈی بی گریبل ،صفحہ:16,17)

پس اس قدر وسیع رقبے میں ہر ایک قومیت کے مسلمانوں کا داخلہ مکمل طور پر بند کر دینا کوئی معمولی واقعہ نہ تھا۔

متعدد جنگیں

اب اگر مضمون کا عنوان بننے والی جنگوں کا تذکرہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اولاً 1880–81ء میں ’’بوئروں‘‘ نے سلطنت برطانیہ کے خلاف ایک نسبتاً مختصر جنگ لڑی جس میں انہیں ایک حدتک کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے 1877ء میں اپنے الگ ہوجانے والے علاقے واپس حاصل کر لئے۔اس جنگ کو ’’پہلی اینگلو بوئر جنگ‘‘ یا ’’جنگ ٹرانسوال‘‘ کہا جاتا ہے۔

دوسری نسبتاً طویل اور بڑی جنگ 1899ء سے 1902ء تک جاری رہی ، جنگ کی شدت کو دیکھتے ہوئے متعدد دیگر محاذوں سے بھی برطانوی سپاہ کو بلانا پڑا۔اس جنگ میں سلطنت برطانیہ براہ راست بوئروں کی دو کالونیوں ’’ٹرانسوال‘‘ اور ’’اورنج فری سٹیٹ‘‘ کے مقابل لڑی اور اس جنگ میں بہنے والا خون اور ہونے والے نقصانات اتنے زیادہ تھے کہ انگلستان اور سارے عالم میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔اس غیر معمولی خون ریزی کے دو پہلو تھے، یعنی برطانوی سپاہ کی کثیر ہلاکتیں اور عام بوئر عوام کی بربادی۔

دوسری اینگلو بوئر یعنی جنگ ٹرانسوال میں حصہ لینے والوں میں ایک معروف نام Siener van Rensburg کا تھا جس کا زمانہ حیات اگست 1864ء سے مارچ 1926ء بنتا ہے، اس شخص کو ’’بوئروں کا نبی‘‘ قرار دیا گیا ہے۔اس شخص کا عوامی نام Siener تھا۔اس لفظ سے ’’افریکن‘‘ زبان میں ’’حق گو، منجم اور پیش بین‘‘ جیسے مفاہیم کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ مقدم الذکر کرنل Deneys Reitz کی کتاب Commando میں اس ’’پیش بین‘‘ کی جنگ ٹرانسوال کے موقع پر سچی ثابت ہونے والی بعض پیش خبریوں کی مثالیں بھی درج کی گئی ہیں۔

جانوں کا ضیاع

اب ہم اپنے موضوع کی طرف واپس آتے ہیں۔ برطانوی سپاہ کی ہلاکتوں اور نقصانات کی وجوہات میں عجلت میں غیر معیاری اور نامکمل تیاری، افریقہ کا نہایت مشکل علاقہ وغیرہ تھیں یعنی فوجیوں کی غیر معمولی تعداد میں ہلاکت کی افریقہ کے سخت موسمی حالات کے سبب پیدا ہونے والی بیماریوں اور بوئروں کے ساتھ گوریلا جنگ کی سختیوں نے اپنا کردار ادا کیا۔

برطانیہ کے مقابل پر بوئروں کے نقصانات بھی کچھ کم نہ تھے، کیونکہ گوریلا جنگ میں ابتدائی ہزیمتوں کے بعد برطانوی فوجی افسران نے گوریلوں کو مرعوب کرنے اور ان کا حوصلہ پست کرنے کیلئے ان کی عورتوں اور بچوں کو بیگار کیمپوں میں قید رکھنا شروع کر دیا۔ان کیمپوں میں ابتداء میں تو بنیادی صفائی ستھرائی کے انتظامات اور کھانے پینے کی بھی سہولیات میسر نہ تھیں۔عورتوں اور بچوں کی خراب حالت، ہلاکت اور برطانوی سپاہ کے جنگی حیلوں نے بوئروں کی کمر ہمت توڑ ڈالی اور بالآخر وہ جنگ بندی پر آمادہ ہو گئے اور معمولی داخلی حقوق کیساتھ تمام ’’بوئر ریپبلک‘‘ سلطنت برطانیہ کی کالونی ٹھہریں۔

اس جنگ کی تباہ کاری اور دونوں جانب انسان جانی کا ضیاع اس قدر تھا کہ یہ بربادی کا المیہ ضرب المثل بن گیا ، نیز بوئروں کا تعارف کرواتے ’’المنجد فی الأعلام‘‘ میں بھی درج کرنا پڑا کہ انگریزوں نے بوئروں کی سختی کو ایک ’’شدید تباہ کن‘‘ جنگ کے بعد بے اثر کیا۔

اس جنگ میں برطانیہ نے مقابل گوریلا طاقت کو کمزور اور بے بس کرنے کے لئے جو حربے اپنائے ، ان کی وجہ سے اس کو ساری دنیا میں دیگر اقوام کے سامنے ایک مشکل صورت حال میں کھڑا کر دیا یہ جنگ کوئی معمولی جنگ نہ تھی بلکہ سلطنت برطانیہ کی سیاسی پالیسیوں اور دیگر طاقتوں کے ساتھ تعلقات اور معاہدات کی تاریخ کا مطالعہ کرنے والے لکھتے ہیں کہ اس جنگ کے بعد انگلستا ن کی طرف سے فیصلوں میں ایک غیر معمولی تبدیلی سامنے آئی۔

انہی حالات میں 1900ء میں حیدرآباد دکن سے ہندوستان کے ایک مایہ ناز نام سید علی بلگرامی صاحب نے صاحب بہادر جے ڈی بی گریبل کے ساتھ مل کر ایک کتاب بنام ’’جنگ ٹرانسوال‘‘ لکھی۔ اور پیش لفظ میں بتایا کہ برطانیہ اور بوئروں کے درمیان اس جنگ کی وجہ سے غیر ملکیوں میں بہت سی بدگمانیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کا رفع ہو جائے اور لکھا کہ:

’’واقعات جنگ نے......ثابت کر دیا ہے کہ بہادری اور جنگ آزمودگی کس قدر کیوں نہ ہو وہ کثیر التعداد فوج کے مقابل پر کچھ بھی نہیں کرسکتی......‘‘۔

اس جنگ ٹرانسوال سے برطانیہ کو یہ فائدہ پہنچا کہ جنگ کے بعد آرمی میڈیکل کور نے اپنی تحقیقات اور مشاہدات کی روشنی میں یہ رپورٹ دی کہ جنگ کے لئے بلائے گئے چالیس فیصد نوجوانوں کی صحت جنگ کے قابل ہی نہ تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس موضوع پر توجہ دینے کے لئے برطانیہ میں بڑے پیمانے پر بحث مباحثوں کے مواقع پیدا ہوئے اور شعور پیدا ہوا کہ کھوج لگائی جائے کہ وہ کون سے حالات اور امور ہیں کہ جن کے سبب برطانوی سپاہ میں اس قدر بیمار اور کمزور صحت والے نوجوان بھرتی ہو رہے ہیں۔

انگلستان سے اکتوبر 1899ء کے Times اخبار میں ایک ڈچ آدمی کا ایڈیٹر کے نام خط شائع ہوا جس میں اس نے لکھا کہ (ترجمہ)

’’ہم (ڈچ) جانتے ہیں کہ آپ (انگریزوں) کے لوگ .... خلقتاً نحیف و نزار ہیں ان کا جسم مرض عیاشی سے پھیلا ہوا ہے اور آپ کے سرکاری نقشوں سے معلوم ہوتا ہے وہ جنگ کی تکلیفیں برداشت نہیں کرسکتے‘‘۔

(کتاب: ’’جنگ ٹرانسوال‘‘ تصنیف: جے ڈی گریبل اور شمس العلماء سید علی بلگرامی، مطبوعہ: 1900ء صفحہ: 120)

انہی حالات کا نتیجہ تھا کہ بیسویں صدی کے آغاز میں برطانیہ میں بنیادی اصلاحات کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس کے تحت برطانوی سکولوں میں طالب علموں کی صحت پر توجہ دی جانے لگی اور دن میں کم از کم ایک بار گرم کھانا کھانے اور نوجوانوں کے لئے کھیلوں کو لازمی قرار دیا گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود اپنی جلسہ دعا کی عظیم الشان تقریر کے آخر پر فرماتے ہیں۔

’’ہم یہ باتیں کسی صلح یا انعام کی خاطر نہیں کرتے۔ہم کو صلح اور انعامات اور دنیاوی خطابات سے کیا غرض۔ ہماری نیات کو علیم خدا خوب جانتا ہے کہ ہمارا کام محض اس کے لئے اور اسی کے امر سے ہے۔اس نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ محسن کا شکر کرو۔ ہم اس شکر گزاری میں اپنے مولا کریم کی اطاعت کرتے ہیں اور اسی سے انعام کی امید رکھتے ہیں۔ سوتم جو میری جماعت ہو۔اپنی محسن گورنمنٹ کی خوب قدر کرو۔اب میں چاہتا ہوں کہ ٹرانسوال کی جنگ کے لئے ہم دعا کریں‘‘۔

مکرم واحد اللہ جاوید صاحب

وقف جدید۔ایک لازوال تحریک

9 جولائی 1957ء کی عیدالاضحیٰ احمدیوں کے لئے ایک نئی شان سے آئی اور یہ دن مزید فیوض جاری ہونے کا دن بن گیا۔ اس مبارک دن حضرت مصلح موعود نے اسے ذبح عظیم کا ذکر اپنے انداز میں کرتے ہوئے اہل اللہ کی قربانی کو نئے رنگ میں آگے بڑھایا۔

جب حاضرین اس باپ بیٹے کی قربانی کی یاد آنسوؤں کے ساتھ تازہ کر رہے تھے تو حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت کو ایک نئی اور نہایت بابرکت تحریک سے نوازا۔

نوجوانوں کو دعوت عمل دے کر قربانی کی ایک نئی جہت عطا فرمائی۔آپ نے فرمایا

خداتعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوان افریقہ کے جنگلات میں بھی کام کر رہے ہیں۔مگر میرا خیال یہ ہے کہ اس ملک میں بھی اس طریق کو جاری کیا جاسکتا ہے۔چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ اگر کچھ نوجوان ایسے ہوں جن کے دلوں میں یہ خواہش پائی جاتی ہو کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین صاحب چشتیؒ اور حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ کے نقش قدم پر چلیں تو جس طرح جماعت کے نوجوان اپنی زندگیاں تحریک جدید کے ماتحت وقف کرتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیاں براہ راست میرے سامنے وقف کریں تاکہ میں ان سے ایسے طریق پر کام لوں کہ وہ (۔) کو تعلیم دینے کا کام کرسکیں۔ وہ مجھ سے ہدایتیں لیتے جائیں اور اس ملک میں کام کرتے جائیں۔ ہمارا ملک آبادی کے لحاظ سے ویران نہیں ہے لیکن روحانیت کے لحاظ سے بہت ویران ہو چکا ہے،اور آج بھی اس میں چشتیوں کی ضرورت ہے، سہروردیوں کی ضرورت ہے اور نقشبندیوں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ لوگ آگے نہ آئے اور حضرت معین الدین صاحب چشتیؒ ،حضرت شہاب الدین صاحب سہروردیؒ اور حضرت فریدالدین صاحب شکر گنجؒ جیسے لوگ پیدا نہ ہوئے تو یہ ملک روحانیت کے لحاظ سے اور بھی ویران ہو جائے گا بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ ویران ہو جائے گا .... پس میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان ہمت کریں اور اپنی زندگیاں اس مقصد کے لئے وقف کریں۔

وہ صدر انجمن احمدیہ یا تحریک جدید کے ملازم نہ ہوں۔ بلکہ اپنے گزارہ کے لئے وہ طریق اختیار کریں جو میں انہیں بتاؤں گا اور اسی طرح آہستہ آہستہ دنیا میں نئی آبادیاں قائم کریں اور طریق آبادی کا یہ ہوگا کہ وہ حقیقی طور پر تو نہیں ہاں معنوی طور پر ربوہ اور قادیان کی محبت اپنے دلوں سے نکال دیں اور باہر جا کر نئے ربوے اور نئے قادیان بسائیں ابھی اس ملک کے کئی علاقے ایسے ہیں جہاں میلوں میل تک کوئی بڑا قصبہ نہیں وہ جا کر کسی ایسی جگہ بیٹھ جائیں اور حسب ہدایت وہاں لوگوں کو تعلیم دیں، لوگوں کو قرآن کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کریں جو آگے اور جگہوں پر پھیل جائیں اس طرح سارے ملک میں وہ زمانہ دوبارہ آجائے گا جو پرانے صوفیا کے زمانے میں تھا۔

دیکھو ہمت والے لوگوں نے پچھلے زمانے میں بھی کوئی کمی نہیں کی یہ دیوبند ایسے ہی لوگوں کا قائم کیا ہوا ہے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ کی ہدایت کے ماتحت یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا اور آج سارا ہندوستان ان کے علم سے منور ہو رہا ہے۔

سو آج بھی زمانہ ہے کہ ہمارے وہ نوجوان جن میں اس قربانی کا مادہ ہو کہ وہ اپنے گھر بار سے علیحدہ رہ سکیں، بے وطنی میں ایک نیا وطن بنائیں اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ذریعہ سے تمام علاقہ میں نور (۔) اور نور ایمان پھیلائیں، اپنے آپ کو اس غرض کے لئے وقف کریں۔ میرے نزدیک یہ کام بالکل ناممکن نہیں، بلکہ ایک سکیم میرے ذہن میں آرہی ہے۔ اگر ایسے نوجوان تیار ہوں جو اپنی زندگیاں تحریک جدید کو نہیں بلکہ میرے سامنے وقف کریں اور میری ہدایت کے ماتحت کام کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ خدمت (۔) کا ایک بہت بڑا موقع اس زمانہ میں ہے۔ جیسا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے زمانہ میں تھا یا جیسا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور دوسرے صوفیاء واولیاء کے زمانہ میں تھا۔

حضرت مصلح موعود 27 دسمبر 1957ء جلسہ سالانہ کے دوسرے روز وقف جدید کے اغراض و مقاصد بیان فرمائے۔ بہت حد تک طریق کار بھی وضع فرما دیا۔ گویا کہ اس درخت کی تخم ریزی فرما دی۔

جلسہ سالانہ 1957ء کے دوران مزید فرمایا۔

''میری اس وقف سے غرض یہ ہے کہ پشاور سے لے کر کراچی تک ہمارے (۔) جال پھیلا دیا جائے اور تمام جگہوں پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر یعنی دس دس پندرہ پندرہ میل پر ہمارا معلم موجود ہو اور اس نے مدرسہ جاری کیا ہوا ہو یا دکان کھولی ہوئی ہو اور وہ سارا سال اس علاقہ کے لوگوں میں رہ کر کام کرتا رہے اور گو یہ سکیم بہت وسیع ہے۔ ممکن ہے کہ بعض واقفین افریقہ سے لئے جائیں یا اور غیر ملکوں سے بھی لئے جائیں۔ مگر بہرحال ابتداء دس واقفین سے کی جائے اور پھر بڑھاتے بڑھاتے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

............پس میں جماعت کے دوستوں سے کہتا ہوں کہ وہ جتنی قربانی کرسکیں اس سلسلہ میں کریں اور اپنے نام اس سکیم کے لئے پیش کریں۔ اگر ہمیں ہزاروں معلم مل جائیں تو پشاور سے کراچی تک کے علاقہ کو ہم دینی تعلیم کے لحاظ سے سنبھال سکتے ہیں اور ہر سال دس دس بیس بیس ہزار اشخاص کی تعلیم و تربیت ہم کرسکیں گے۔ بہرحال دوست اس سکیم کو نوٹ فرمالیں۔''

حضرت مصلح موعود نے فرمایا

یہ کام خداتعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خداتعالیٰ نے یہ تحریک ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کروں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے تو خداتعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا۔

پس میں اتمام حجت کے لئے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں تاکہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو اور وقف کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو مجھے اس کام کے لئے ایک چست آدمی کی بھی ضرورت ہے جو سارے پنجاب کا دورہ کر کے ان نئے سکولوں کا معائنہ کر کے رپورٹ کرتا رہے اور انسپکٹر تعلیم کے طور پر کام کرے اگر کوئی اس کام کا اہل ہو تو وہ بھی اپنے آپ کو پیش کرے۔ اس کام کے لئے ایسا آدمی کافی ہے جو ایف۔اے پاس ہو یا مولوی فاضل اور انٹرنس پاس ہو اور ادھیڑ عمر کا ہو۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اگلے تین ہفتہ میں جماعت اس کام کو پورا کر دے گی۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے معزز زمیندار کراچی سے لے کر پشاور تک اپنے اپنے گاؤں کے اردگرد دس ایکڑ زمین اس سکیم کے لئے وقف کر دیں گے۔ اس میں یہ واقفین کھیتی باڑی کریں گے اور اس سے اس سکیم کو چلانے میں مدد دیں گے۔ اس کی پیداوار سب ان کی ہوگی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 7 جنوری 1958ء)

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ایک دفعہ اورنگزیب عالمگیر کو اس کے ایک مصاحب نے ڈرتے ڈرتے اطلاع دی کہ بادشاہی مسجد کا کچھ حصہ جل گیا ہے۔ یہ سن کر اورنگ زیب بہت خوش ہوا اور سجدہ میں گر کر خدا کا شکریہ ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر میں حصہ ڈالنے کی سعادت بخشی ہے۔ اورنگ زیب نے بتایا کہ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ کس طرح مسجد کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالوں جبکہ مسجد مکمل ہے اور مزید تعمیر کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ آج اللہ تعالیٰ نے موقع فراہم کر دیا ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوسکوں۔

آج یہ ہماری خوش قسمتی بھی ہے کہ تا حال حضرت مصلح موعود کی اس خواہش کی تکمیل میں گنجائش موجود ہے کیونکہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا۔

''میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت اس طرف توجہ دے تو ہر سال پہلے سال کی نسبت دوگنی تعداد میں واقف آسکتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا رہتا تو اس وقت واقفین کی تعداد 5000 کے قریب پہنچ چکی ہوتی............

جماعتیں پکار رہی ہیں کہ اگر چاہتے ہو کہ ہم میں احمدیت قائم رہے تو ہمیں مستقل واقف دو''

(الفضل 12 اکتوبر 1966ء)

جہاں کچھ لوگوں کو خوشی محسوس ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے خدمت کے مواقع ابھی تک رکھ چھوڑے ہیں وہیں کچھ لوگ افسردہ بھی ہوں گے کہ حضرت مصلح موعود نے ہزاروں معلمین کی خواہش کی تھی جبکہ ابھی سینکڑوں میں ہی محدود ہیں۔ اس وقت معلمین کی کل تعداد 312 ہے جن میں 7 معلمین اساتذہ کے رنگ میں متعلمین کو تعلیم دے رہے ہیں اور 7 معلمین کرام انسپکٹران تربیت کی شکل میں مصروف خدمت ہیں۔ گویا فیلڈ میں معلمین کرام کی کل تعداد صرف 298 ہے۔

بہرحال دونوں ہی حالتوں میں یہ وقت آپ کو دعوت عمل دے رہا ہے۔

وقف جدید کو ایسے دردمند دلوں کی ضرورت ہے جو اپنی آسائشوں پر خدا کی خاطر............کو ترجیح دیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کر کے خدا کے ہی ہو جائیں۔ اللہ کی راہ میں ہر وہ تلخی برداشت کرنے میں فخر محسوس کریں جو موت کا نظارہ ہی کیوں نہ پیش کرتی ہو۔

بزرگان سلف اور صوفیاء کی کوششوں کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت معین الدین چشتیؒ ،شہاب الدین سہروردیؒ اور فریدالدین گنج شکر کی میراث کے وارث بن جائیں۔

مقصد جتنا عظیم ہوتا ہے اسی قدر مشکلات اور قربانیاں درپیش ہوتی ہیں۔ سودا اس خدائے رحمان سے ہے جو کھجور کی گٹھلی کے دھاگے جتنا عمل بھی رائیگاں نہیں جانے دیتا۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے ''تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے ہر قوم دنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے

کہ وہ اپنے جوہر دکھائیں اور خدا سے خاص انعام پائیں''۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

اور بعض آدمی ایسے (بھی) ہوتے ہیں جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان کو بیچ (ہی) ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے (ایسے مخلص) بندوں پر بڑی شفقت فرمانے والا ہے۔ سورہ بقرہ 208 آیت نمبر۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اب زمانہ ہے کہ ہر گاؤں میں، ہر قصبہ میں اور ہر شہر میں اور وہاں کی ہر (بیت) میں ہمارا مربی اور معلم ہونا چاہئے اور اس کے لئے بہرحال جماعت کو مالی قربانیاں کرنی پڑیں گی، تبھی ہم یہ کر سکتے ہیں۔ پھر جماعت کو، افراد کو اپنی قربانیاں کرنی پڑیں گی، اپنے بچوں کی قربانیاں کرنی پڑیں گی تا کہ اس کے لئے پیش کریں، وقف بھی کریں۔ لیکن یہ سب ایسے ہونے چاہئیں کہ جو تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر بھی قائم ہوں۔ صرف آدمی نہیں ہم نے بٹھانے بلکہ تقویٰ پر قائم آدمیوں کی ضرورت ہے۔ آئندہ سالوں میں انشاء اللہ تعالیٰ واقفین نو بھی میدان عمل میں آ جائیں گے لیکن وہ بھی ابھی جو تعداد ہے یہ ضرورت کو پوری نہیں کر سکتے، جتنے وسیع طور پر یہ ہمیں کام کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آدمیوں کی ضرورت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ پر چلنے والے مربیان اور معلمین ہمیں مہیا فرماتا رہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 27 جنوری 2006ء)

اس وقت خدا کے فضل سے 300 سے زائد معلمین کرام وقف جدید کے ماتحت اپنے اپنے رنگ میں خدمت دین کر رہے ہیں۔ ان واقفین زندگی کی قربانیاں کوششیں اور تکالیف نہ صرف ازدیاد ایمان کا باعث بن رہی ہیں بلکہ مشعل راہ کا کام دے رہی ہیں۔ صرف ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں ورنہ جو داستانیں ان مجاہدین نے رقم کی ہیں لکھنے شروع کئے جائیں تو کئی رجسٹر کم پڑ جائیں۔

ایک معلم صاحب نے بتایا کہ جب وہ نگر پارکر گئے ہیں تو ان کی پہلی تقرری تھی۔ وہاں کے حالات ایک ایسی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں کہ اس ترقی یافتہ دور میں تصور بھی ناممکن ہے۔

ایک جھونپڑی جس کو مقامی زبان میں چورا بولا جاتا ہے میں رہائش تھی۔ پانی کا وجود کوسوں دور تھا۔ ایک گھڑے پانی کے لئے تقریباً 20 کلو میٹر سفر کرنا پڑتا تھا۔ گویا نصف سے زائد دن پانی کے حصول میں صرف ہوتا تھا۔ موصوف تمام راہ لوگوں کو ملتے سلام کرتے اور اللہ کا پیغام دیتے اور اسی طرح پانی لے کر واپس آ جاتے۔

رات کو اللہ کے حضور پیش ہو جاتے اور اپنی گریہ وزاری کرتے وہاں ہندوؤں کی آبادی تھی وہ خیال کرتے تھے کہ یہ احمدی ہے اور ہمارا دھرم بھرشٹ کرنے آیا ہے۔ لہٰذا اس سے الگ تھلگ ہی رہو؟ معلم صاحب پریشان تھے کہ میں یہاں کیا کروں کوئی بھی تو پاس نہیں آتا۔ بات سننا تو درکنار دیکھ کر ہی رستہ بدل جاتے ہیں۔

رات کو جو آہ و زاری کرتے تھے اس کو سن کر ایک شخص ہی آ گیا اور معلم صاحب سے پوچھا ''بیٹا تمہیں گھر یاد آتا ہے؟ نہیں معلم صاحب نے جواب دیا۔ پھر تمہیں یار دوست یاد آتے ہیں؟ نہیں پھر جواب دیا۔ اچھا تو گاؤں یاد آتا ہے؟ اس کا بھی نفی میں جواب سن کر وہ شخص جھنجلا گیا اور پوچھا کہ پھر تم رات بھر رڑیاں کیوں نکالتے ہو؟ مراد تھی کہ رات رات بھر روتے کیوں ہو۔

معلم صاحب بتاتے ہیں کہ انہوں نے بڑی مشکل سے اس آدمی کو یقین دلایا کہ یہ سارا رونا دھونا ان کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر لیں اور جنت میں جائیں دوزخ سے بچ جائیں۔ جب اس شخص کو معلم صاحب کی بات کا یقین آ گیا تو گھر گیا اور دودھ کا ایک گلاس معلم صاحب کے لئے لایا۔ یہ بارش کا پہلا قطرہ تھا۔ آج خدا کے فضل سے ایک بڑی جماعت وہاں قائم ہے۔ اور وہاں سے معلمین اور مربیان تیار ہو کر شرک کو ختم کر کے وحدانیت پھیلا رہے ہیں۔

ایک اور معلم صاحب نے بتایا کہ جب وہ نگر گئے ہیں تو کچھ خوف سا محسوس ہوا کہ ہر طرف سانپ اور بچھو پھر رہے ہیں زندگی کیسے گزرے گی۔ چارپائی سے اترنے کو دل نہیں کرتا تھا۔ کام کیسے چلے گا۔ بقول معلم صاحب کہ انہوں نے ایک وقت میں پانچ پانچ بچھو دیکھے۔ آخر کار سوچا کہ میں خدا کی خاطر وقف ہوں اگر ڈرتا رہا تو کام کیسے کروں گا؟ دل کو مضبوط کیا کہ اگر موت مقدر ہے تو قبول ہے۔ ایسی جگہ پر جائے نماز بچھایا جہاں یہ سانپ بچھو کثرت سے نظر آیا کرتے تھے۔ جہاں خطرہ تھا گھاس بھی بڑی بڑی تھی۔ نوافل پڑھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا حوصلہ دیا کہ دل سے خیال تک نکل گیا کہ یہاں سانپ اور بچھو ہوتے ہیں۔

بہرحال حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد تازہ کرنے کے لئے بے شمار واقعات ہیں۔ آج وقف جدید کے واقفین زندگی اس لئے روحانی ویرانوں کو آباد کر رہے ہیں جو شرک کا گڑھ ہے۔ بتوں کی پوجا تھی۔ اب ان بت کدوں میں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ نبی پاک ﷺ پر درود شریف بھیجا جاتا ہے۔ خدائے واحد کی عبادت ہونے لگی ہے۔

یہ سب ان واقفین زندگی کی قربانیوں کا نتیجہ ہے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ اپنی خواہشیں خدا کی خاطر چھوڑ دیں۔ اس راہ میں وہ تلخی اٹھائی جو موت کا نظارہ پیش کرتی ہے۔ دہکتی آگ کو گلے سے لگا لیا اور گلزار بنا ڈالا۔

عشاق کے لئے یہ میدان آج بھی چیلنج ہے اور دعوت عمل کا منتظر ہے۔

بقول غالب

یہ عشق نہیں آساں بس اتنا سمجھ لیجئے
اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

ت۔ فاتح

میری دادی جان محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ کا ذکر خیر

میری پیاری دادی جان محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ کو ہم سب آپا جی کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ 102 سالہ زندگی نہایت صحت مند اور خوشگوار گزاری اور پھر زندگی کے آخری 12 ایام بے ہوشی کی حالت میں ہسپتال میں گزارے اور 17 / اکتوبر 2010ء کو اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپا جی 1908ء میں ضلع گجرات کے ایک گاؤں کھدریالہ میں پیدا ہوئیں اور 1928ء میں آپ کی شادی انجام پائی اور شادی کے بعد آپ ہمارے گاؤں ڈھپئی ضلع سیالکوٹ میں آ گئیں۔

کیونکہ دادا جان ریلوے میں ڈاکٹر تھے۔ اس لئے ان کی پوسٹنگ پاکستان کے مختلف شہروں میں ہوتی رہی اور آپا جی بھی ان کے ساتھ ہی رہیں۔ لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد مستقل سکونت گاؤں میں ہی اختیار کی۔ جب آپ بیاہ کر اپنے سسرال آئیں۔ تو خاکسار کے دادا جان اور آپ کے شوہر کی پہلی مرحومہ بیوی کے تین بیٹے تھے۔ آپ نے آتے ہی ان تینوں بچوں کو گلے لگا لیا اور اسی وقت دل میں یہ عہد کر لیا کہ ان تینوں بچوں کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی اور یہ عہد آپ نے تاحیات نبھایا۔ ان بچوں کی پرورش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور ان تینوں بچوں کو اعلیٰ تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا۔ شاید خدا تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو یکے بعد دیگرے 9 بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ آپ نے اپنی تمام اولاد کی پرورش نہایت خوش اسلوبی سے کی اور اپنے خاوند سے بھی بھرپور وفا کا تعلق قائم رکھا۔

آپ نہایت مشفق، غریبوں سے ہمدردی کرنے والی اور نماز کی پابند خاتون تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت بھی باقاعدگی سے کرتی رہیں۔ بے ہوشی سے ایک دن پہلے تک بھی آپ نے پنجوقتہ نماز اور تلاوت قرآن کریم کی عادت کو نہ چھوڑا۔ آپا جی کہا کرتی تھیں کہ میں اپنی تمام اولاد جس میں ان کے بچے اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل تھیں۔ ہر ایک کا نام لے کر دعا کرتی ہوں اور یوں بہت طویل نمازیں ادا کرتیں۔ جب آپ کی وفات ہوئی۔ تو گاؤں کے تمام غرباء اور خصوصاً آپ کے نوکر آپ کے لئے رو رہے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے تمام زندگی ان سب کا بے حد خیال رکھا۔ بھوکے کو کھانا کھلایا اور ضرورت مند کی مدد کی۔

بہت زیادہ بڑھاپے کے باوجود بھی اپنی وجہ سے کسی کو تکلیف نہ دیتیں۔ خاکسار جب شادی سے پہلے ان کے ساتھ رہتی تھی۔ تو ان کا چھوٹا سا کام بھی کر دیتی تو بہت زیادہ دعائیں دیتیں اور شاید یہ آپ کی دعاؤں کے ثمرات ہی ہیں کہ جو آج ہمیں مل رہے ہیں۔ آپ کی طبیعت نہایت صفائی پسند تھی۔ آخری وقت تک اپنے بستر اور کپڑوں میں اور کھانے میں صفائی کا خاص خیال رکھا۔ اپنے بستر پر ہمیشہ سفید چادر بچھاتیں۔ آپ جہاں بھی جاتیں اپنے بستر پر بچھانے والی سفید چادر، اپنا کمبل اور اپنا قرآن مجید ہمیشہ ساتھ رکھتیں۔

باقاعدگی سے الفضل اور دیگر دینی رسالوں کا مطالعہ کرتیں۔ بہت سی نظمیں زبانی یاد تھیں اور اکثر سنایا کرتیں۔ واقعی موت ایک اٹل حقیقت ہے۔ جو اس دنیا میں آتا ہے اس نے آخر جانا ہے۔ لیکن آپا جی کے جانے کے بعد یہ افسوس ہوتا ہے کہ دعاؤں کا اک حصار تھا جو ہمیشہ کے لئے ٹوٹ گیا۔ انہوں نے تمام زندگی ہمارے لئے دعائیں کیں۔ تو آج ہم ان کے لئے دعا گو ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں دائمی جنت نصیب فرمائے اور ان پر اپنی خاص بخشش اور رحمت عطا فرمائے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین

خدا کے فضل سے آپ موصیہ تھیں۔ آپ 1937ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئیں آپ کی نماز جنازہ ناظر تعلیم القرآن وقف عارضی مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب نے پڑھائی اور اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے۔ آمین

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرمہ نسیم فرحت صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار کی پوتی عطیۃ الشافی بنت مکرم عطاء الوہاب صاحب استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا نے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ مورخہ 29 مئی 2011ء کو ان کے گھر پر تقریب آمین منعقد ہوئی۔ اس موقع پر محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود نے بچی سے قرآن کریم سنا اور دعا کروائی۔ بچی مکرم رشید احمد صاحب دارالیمن غربی ربوہ کی نواسی، مکرم حافظ عبدالحفیظ صاحب سابق مربی سلسلہ فجی کی پوتی اور والد کی طرف سے حضرت مولوی نظام الدین صاحب آف احمد پور شرقیہ رفیق حضرت مسیح موعود اور محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب دیالگڑھی ابن حضرت چوہدری حکم دین صاحب دیالگڑھی رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کے سینے کو نور قرآن سے منور کردے اور باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم عدیل احمد بھٹی صاحب دارالعلوم غربی خلیل ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بھانجی نوال بھٹی بنت مکرم جاوید بھٹی صاحب مقیم امریکہ نے بعمر پونے سات سال قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرلیا ہے۔ عزیزہ کی تقریب آمین امریکہ میں مورخہ 2 جولائی 2010ء کو ہوئی۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ یو۔ایس۔اے نے دعا کروائی۔ قرآن پاک پڑھانے کی سعادت بچی کی والدہ مکرمہ صائمہ بھٹی صاحبہ کو حاصل ہوئی۔ بچی مکرم محمد اشرف بھٹی صاحب مرحوم فیصل آباد کی پوتی اور مکرم محمد لطیف بھٹی صاحب دارالعلوم غربی خلیل ربوہ کی نواسی ہے۔ احباب سے بچی کے نیک اور خادمہ دین ہونے کی درخواست دعا ہے۔

پتہ درکار ہے

مکرم زاہد نوید صاحب ابن مکرم ظہور الدین صاحب وصیت نمبر 63706 نے مورخہ 3 مارچ 2007ء کو جی پولٹری فارم گوٹھ گڈاب ٹاؤن ملیر کراچی سے وصیت کی تھی۔ سال 2008-09 سے موصی کا دفتر سے رابطہ نہ ہے۔ اگر موصی خود یہ اعلان پڑھیں یا کسی کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو دفتر ہذا کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم محمد ایوب صاحب کارکن دفتر وصیت تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بھائی مکرم محمد افضل صاحب ولد نذر محمد صاحب بستی سہرانی ضلع ڈیرہ غازیخان مورخہ 14 جولائی 2011ء کو بعمر 43 سال اچانک پیٹ میں درد اٹھنے کی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم کی نماز جنازہ اگلے روز مقامی جماعت میں مکرم طارق احمد صاحب معلم وقف جدید نے پڑھائی اور بعد تدفین دعا بھی کروائی۔ مرحوم خدا کے فضل سے پیدائشی احمدی تھے۔ اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں والدہ، اہلیہ، تین بھائی، دو بہنیں تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ بچے چھوٹے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور بچوں کا ہر آن حامی و مددگار رہو۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ نور سلمٰی صاحبہ ترکہ مکرمہ سکینہ بی بی صاحبہ)

مکرمہ نور سلمٰی صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ خاکسارہ کی والدہ محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ وفات پا گئی ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 5/19 محلّہ دارالیمن برقبہ 1 کنال میں سے 10 مرلہ بطور مقاطعہ گیر منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ حصہ خاکسارہ کے نام منتقل کردیا جائے۔ جملہ ورثاء کو کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرم نور احمد صاحب (بیٹا)
(2) مکرم سلیم احمد صاحب (بیٹا)
(3) مکرمہ نور سلمٰی صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دارالقضاء ربوہ)

انگلستان میں احمدیہ مشن کے قیام کا ابتدائی احوال

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال 1912ء میں عربی میں ایم اے کی ڈگری حاصل کر کے اپنے عہد وقف زندگی کے مطابق قادیان آچکے تھے 1913ء میں حضرت خلیفہ اول نے تحریک فرمائی کہ ہمیں لندن مشن کے لئے ایک مربی کی ضرورت ہے۔ جس پر حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور حضرت مولوی محمد الدین صاحب نے اپنا نام پیش کیا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے زیادہ اخراجات کا عذر کر کے اس میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے انجمن انصاراللہ کی طرف سے چندہ بھجوایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے یہ رقم بڑی خوشی سے چوہدری صاحب کے حوالہ کردی۔ وہاں حضرت میر ناصر نواب صاحب بھی تشریف فرما تھے انہوں نے بھی ایک سو پانچ روپے حضرت کی خدمت میں اس سلسلہ میں پیش کئے۔ علاوہ ازیں بعض اور دوستوں نے بھی چندہ دیا لیکن پوری رقم سات سو سے کم رہی ایک سو پانچ روپے حضرت خلیفہ اول کی فہمائش پر صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے دیا گیا۔ سنت صوفیا کے مطابق آپ نے یہ رقوم وصول کرلیں۔ ڈیڑھ سو روپیہ کی ضروری کتابیں بخاری و مسلم وغیرہ خرید لیں اور کوئی نیا جوڑا نہیں بنایا اور اسی حالت میں قادیان سے روانہ ہو کر 25 جولائی 1913ء کو لندن تشریف لے گئے اور 11/ اگست 1913ء کو ووکنگ چلے گئے۔ اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب وہاں موجود نہ تھے چار پانچ روز بعد واپس آئے۔ ہندوستان سے آئی ہوئی ڈاک پہنچی۔ تو ایک خط مولوی محمد علی صاحب کا بھی تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ چوہدری فتح محمد، میاں محمود احمد کا خاص آدمی ہے جو آپ کی جاسوسی کے لئے بھیجا گیا ہے۔ خواجہ صاحب نے خط پڑھ کر چوہدری صاحب سے پوچھا تو چوہدری صاحب نے اس الزام کی تردید کی اور بتایا کہ آپ بے فکر رہیں میں آپ کی مدد کے لئے اور دعوت حق کے لئے آیا ہوں۔ حضرت میاں صاحب نے انصار اللہ کی مد سے صرف اس لئے رقم دی کہ مولوی محمد علی صاحب نے متعدد دفعہ مدد کرنے سے صاف انکار کیا تھا۔

لیکن خواجہ صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کی بات اپنے دل میں بٹھالی اور پہلے تو حضرت خلیفہ اول کو خط لکھنے شروع کر دیئے کہ خدا کرے اب وہ دن آئے کہ سید محمد حسین اور مولوی محمد علی یہاں ہوں۔ پھر صاف لکھا کہ گو چوہدری فتح محمد صاحب کی آنکھ کی تکلیف میں افاقہ ہے لیکن ارادہ نہیں کہ وہ کام شروع کریں۔ لیکن جب دربار خلافت میں کوئی شنوائی نہ ہوئی تو خواجہ صاحب نے "پیغام صلح" میں "برادران" کے نام کھلا خط شائع کردیا۔ جس میں لکھا۔ "میری تجویز یہ ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب کو بہت جلد یہاں بھیج دیا جاوے اور میں ان کے ہمراہ دو ڈیڑھ ماہ رہوں۔ جب ان کا یہاں کے احباب سے رابطہ ہو جائے تو میں ہندوستان آجاؤں۔ موجودہ صورت میں اگر میں چلا آؤں پھر چوہدری فتح محمد صاحب اور شیخ نور احمد صاحب دونوں کے لئے اس اہم اور بھاری کام کا چلانا سخت دشوار ہو جائے گا۔ اس لئے جتنی جلدی ہو سکے جناب مولوی محمد علی صاحب کو یہاں بھیجنے کا انتظام کریں۔ یہی پیغام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ان کی طرف سے آیا۔ یہ تو بیرونی رنگ میں ان کی چوہدری صاحب کے واپس بھجوانے کی جدوجہد تھی۔ جہاں تک دعوت الی اللہ کے کام کا تعلق تھا انہوں نے چوہدری صاحب کو سختی سے ہدایت دی کہ دعوت الی اللہ کے وقت حضرت مسیح موعود کا نام ہرگز نہیں لینا۔ اس اختلاف کی بناء پر چوہدری صاحب ووکنگ چھوڑ کر فوکسٹن چلے آئے اور حضرت خلیفہ اول تک اصل واقعات بھجوا دیئے۔ حضور نے حکم بھیجا کہ فوراً ووکنگ واپس چلے جاؤ اور جب موقع ملے۔ حضور کا نام ضرور لیں۔ دعوت الی اللہ ہی کے لئے تو میں نے آپ کو بھیجا ہے۔ دعوت الی اللہ سے آپ کو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ کسی کا حق ہے۔ باقی امور میں آپ خواجہ صاحب کی اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ امیر ہیں اس پر آپ پھر ووکنگ آگئے اور حضرت خلیفہ اول کے منشاء کے مطابق دعوت الی اللہ کرتے رہے۔ آپ ہی نے بیت ووکنگ کا افتتاح کیا اور سب سے پہلا پبلک لیکچر دیا۔ جس کا اعتراف خواجہ صاحب نے "اسلامک ریویو" میں بھی کیا حضرت خلیفہ اول کی وفات پر خواجہ صاحب خلافت سے ہمیشہ کیلئے کٹ گئے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حکم سے محترم سیال صاحب لندن آ گئے اور وہاں سب سے پہلا احمدیہ مشن قائم کردیا۔ جواب مشہور عالم ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 457)

دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت اور بقایاجات کی وصولی کیلئے دورہ پر ہیں تمام عہدیداران و احباب جماعت سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

شبابی®
ہربل بریسٹ روغن
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

مکرم ندیم احمد سعید صاحب

احمدیہ ہسپتال امبالے یوگنڈا

Construction of Doctor's Residence

حضرت مسیح موعود کا الہام وسع مکانک کس شان سے پورا ہو رہا ہے اور اس کی سچائی کے نظارے ہم ہر روز اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ وہ تحریک جو حضرت مسیح موعود نے پانچ روپے سے شروع کی تھی اس کے نتیجہ میں آج پوری دنیا کی جماعت ہائے احمدیہ میں تعمیرو ترقیات کا سلسلہ جاری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ یوگنڈا 2005ء کے بعد یوگنڈا میں بھی جماعتی ترقیات کا ایک نیا باب کھلا ہے۔ بیوت الذکر، مشن ہاوسز، سکولز، اور ہاسپٹلز کی تعمیرات ہو رہی ہیں۔ انہیں تعمیرات میں سے ایک احمدیہ ہسپتال امبالے میں Doctor's Residence کی تعمیر بھی ہے۔

اس رہائش گاہ کا افتتاح مورخہ 21 جون 2011ء کو عمل میں آیا۔ افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی محترم عنایت اللہ زاہد صاحب امیر و مشنری انچارج یوگنڈا تھے۔ حاضرین میں زونل مجلس عاملہ اور ہسپتال کے سٹاف ممبران شامل تھے اس رہائش گاہ میں تین بیڈ رومز بمعہ باتھ رومز، ایک لاونج، ایک سٹنگ روم، کچن اور سٹور شامل ہیں۔ نیز اس کی چار دیواری بھی بنائی گئی ہے۔ یہ گھر جدید طرز تعمیر پر بنایا گیا ہے۔

افتتاحی تقریب کے بعد مہمانوں کو Refreshment دی گئی۔ اس ہسپتال میں ڈاکٹر رفیع احمد صاحب (واقف زندگی) بطور انچارج خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ یوگنڈا کے دوران احمدیہ ہسپتال امبالے میں نئے میٹرنٹی وارڈ کا سنگ بنیاد بھی اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔ اس کی تعمیر مکمل ہونے پر یوگنڈا کی خاتون اول نے اس کا افتتاح کیا اور جماعت کی خدمات کو بہت سراہا۔

اگلے مرحلے میں ہسپتال کی outdoor extension بھی منصوبہ میں شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ہسپتال کو کما حقہٗ دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے اور مریض یہاں سے صحتیاب ہوتے رہیں۔ آمین

خبریں

کراچی میں پھر بدامنی، 16 افراد ہلاک 33 زخمی کراچی کے علاقے ملیر اور لانڈھی میں بدامنی اور پرتشدد واقعات کی نئی لہر میں سیاسی کارکنوں سمیت 16؍افراد ہلاک اور 33 سے زائد زخمی ہو گئے۔ ملیر اور لانڈھی میں دو سیاسی گروپوں میں مورچہ بند فائرنگ ہوئی۔

صدر کی کراچی کی صورتحال پر تشویش صدر زرداری نے وزیر داخلہ سندھ کو بلاول ہاؤس طلب کر لیا۔ وزیر داخلہ نے صدر کو کراچی میں امن و امان کی صورتحال سے آگاہ کیا، صدر نے کراچی کی خراب وصورتحال پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور وزیر داخلہ سے اس ضمن میں رپورٹ طلب کر لی ہے۔

وزیر اعلیٰ کا تعلیمی بورڈ حکام کے خلاف انکوائری کا حکم وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے میٹرک کے نتائج کے اعلان میں تاخیر کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے ثانوی تعلیمی بورڈ کے متعلقہ حکام کے خلاف انکوائری کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے نتائج کی تاریخ کا فوری تعین کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مقرر کی جانے والی تاریخ پر صوبے کے تمام 8 ثانوی تعلیمی بورڈز میٹرک کے نتائج کا اعلان کریں۔

ناروے کے دارالحکومت میں دھماکے، فائرنگ 87 افراد ہلاک ناروے کے دارالحکومت کے مرکز میں وزیر اعظم جینس سٹولٹن برگ کے دفاتر کے قریب دو بم دھماکوں اور حکمران پارٹی کے اجلاس پر فائرنگ کے واقعات میں آخری اطلاعات تک 87؍افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ پولیس کا خیال ہے کہ بم ایک گاڑی میں نصب کیا گیا تھا۔

بدترین لوڈ شیڈنگ کے خلاف پنجاب سے خیبر تک مظاہرے بدترین لوڈ شیڈنگ کے خلاف پنجاب سے خیبر تک مختلف شہروں میں مظاہرے کئے گئے۔ کئی شہروں میں ٹائر جلا کر سڑکیں بلاک کر دی گئیں۔ شہروں اور دیہاتوں میں 14 سے 20 گھنٹے تک ہونے والی لوڈ شیڈنگ سے شہریوں کی زندگی اجیرن ہو گئیں۔ ملک بھر میں بجلی کا شارٹ فال 5581 میگاواٹ ہو گیا۔

انٹر میڈیٹ کے نتائج میں بھی تاخیر کا امکان پنجاب کے تعلیمی بورڈوں کی جانب سے میٹرک کے سالانہ نتائج میں تاخیر کے بعد انٹر میڈیٹ کے سالانہ نتائج برائے سال 2011ء میں بھی تاخیر کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ اور ان نتائج میں بھی 8 سے 10 دن کی تاخیر ہو سکتی ہے جس سے طلباء کی ایک بڑی تعداد متاثر ہو گی۔

رمضان المبارک میں سرکاری دفاتر کا شیڈیول وزیر اعظم گیلانی نے ماہ رمضان کے دوران دفتری نظام الاوقات کی منظوری دے دی ہے۔ ماہ رمضان 2 یا 3؍اگست سے شروع ہو گا۔ ماہ رمضان کے دوران سرکاری دفاتر پیر سے ہفتہ تک صبح 8 بجے سے دن ایک بجے تک کھلے رہیں گے جبکہ جمعہ کے روز سرکاری دفاتر دن 12 بجے بند ہوں گے۔

ن لیگ کی مستقبل میں متحدہ اور جے یو آئی کے ساتھ نئے سفر کی شروع کا فیصلہ مسلم لیگ (ن) نے حکمت عملی تبدیل کرتے ہوئے مستقبل میں متحدہ قومی موومنٹ اور جے یو آئی کے ساتھ نئے سفر کی شروعات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ جبکہ مبصرین نے کہا کہ (ن) لیگ کی نئی صف بندیوں کی کوششوں سے کوئی بڑی تبدیلی آئی نہیں دیکھ رہے تاہم آئندہ انتخابات میں اس کے نمایاں اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

حقانی نیٹ ورک کے 50 عسکریت پسند ہلاک نیٹو فورسز نے دعویٰ کیا ہے کہ مشرقی افغانستان میں آپریشن کے دوران 50 سے زائد عسکریت پسندوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جن کا تعلق حقانی نیٹ ورک سے ہے۔ شدید لڑائی ہوئی اور نیٹو فورسز کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ نیٹو حکام کے مطابق یہ جنگجو افغانستان بھر میں حملوں کی منصوبہ بندی کر چکے تھے۔

مانسہرہ اور گردونواح میں زلزلے کے جھٹکے

مانسہرہ اور اس کے گردونواح میں 22 جولائی 2011ء کو زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے ہیں۔ ایک نجی ٹی وی کے مطابق زلزلے کا مرکز مانسہرہ سے 44 کلومیٹر دور تھا۔ ریکٹر سکیل پر زلزلے کی شدت 3.8 ریکارڈ کی گئی۔ رپورٹ کے مطابق زلزلے سے کسی جانی و مالی نقصان کی اطلاع موصول نہیں ہوئی ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 25 جولائی

طلوع فجر	3:50
طلوع آفتاب	5:17
زوال آفتاب	12:15
غروب آفتاب	7:12

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی ڈبی -/120 روپے بڑی -/480 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

ہر فرد۔ ہر عمر۔ ہر پیچیدگی کا فطری علاج
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔ اے
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گلی عامر کلر لیب: 0344-7801578

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد ر طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

Love For All Hatred For None
BOJAZ CHASH & CARRY
GAS LINES C.N.G
L.P.G Station
Petroline Filling Station
اسلام آباد ہائی وے پر لہتراڑ روڈ کے سنگم پر
پل کھنہ گزر کر اسلام آباد
Tel: 051-2614001-5

FR-10

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔
وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے
کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب دره سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013